مُصنّفینِ صحاحِ ستّہ
اور ان کی
شرائطِ اخذ و قبول
مولانا حافظ محمد عبد الستار قادری سعیدی
شیخ الحدیث و ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
مکتبہ فیضِ عالم
K-1
83
6631

مکتبہ
فیضِ عالم
گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

مُصنّفینِ صحاحِ ستّہ

اور ان کی

شرائطِ اخذ و قبول

مولانا حافظ محمد عبد الستار قادری سعیدی

شیخ الحدیث و ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مکتبہ فیضِ عالم لاہور

۷۸۶
۹۲

نام کتاب ------ مصنفینِ صحاحِ ستہ اور اُن کی شرائطِ اخذ وقبول

مصنف ------ مولانا حافظ محمد عبد الستار سعیدی
شیخ الحدیث وناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

پیشکش ------ مجلسِ علمائے نظامیہ، لاہور

پروف ریڈنگ ------ محمد رضاء الحسن قادری

کمپوزنگ ------ ایمان گرافکس، لاہور

ناشر ------ محمد افضل عطاری

اشاعتِ اُولیٰ ------ اگست 2007ء / رجب 1428ھ

صفحات ------ 48

تعداد ------ 1100

قیمت ------ -/25 روپے

ملنے کے پتے:

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ، لاہور

میلاد پبلی کیشنز دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ فیضِ عالم

لاہور-پاکستان، 0300-4635972

فہرس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بے شک قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور تمام قرآن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے مفصل ومبین ہے۔ کوئی آیت بلکہ کوئی لفظ بھی کلام اللہ کا ایسا نہیں جس سے مرادِ الٰہی کے سمجھنے میں حضور علیہ السلام کو کسی نوعیت کا کوئی اشتباہ واقع ہوا ہو۔ لیکن ہر شخص کا محض قرآن مجید کو سننے سے مرادِ الٰہی کی تفصیلات وتشریحات کو سمجھ لینا ممکن نہیں۔ بلکہ دوسروں کو کتاب اللہ کی تعلیم دینا اور مرادِ الٰہی سے آگاہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ سورۃ نحل میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ. (نحل:44)

اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل فرمایا تاکہ آپ بیان کریں لوگوں کیلئے اس چیز کو جو ان کی طرف نازل کی گئی۔

چنانچہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب اللہ کی تعلیم دی اور مرادِ الٰہی سے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسی بیان وتعلیم اور تشریح وتفصیل کو سنت و حدیث کہا جاتا ہے۔ اگرچہ تدوینِ حدیث کتابی صورت میں تو عہدِ صحابہ میں نہیں ہوئی تھی لیکن مطلقاً کتابتِ حدیث کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ بعض صحابہ کرام کا احادیث کو لکھنا ثابت ہے حتیٰ کہ ابوداؤد شریف کی ایک روایت سے تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابہ کرام کو کتابتِ حدیث کا حکم دینا بھی ثابت ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

عَنْ عبدِاللّٰه بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ اَسْمَعُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرِیْدُ حِفْظَہٗ فَنَھَتْنِیْ قُرَیْشٌ وَقَالُوْا اَتَکْتُبُ کُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُہٗ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ یَتَکَلَّمُ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا فَاَمْسَکْتُ عَنِ الْکِتَابَۃِ فَذَکَرْتُ ذٰالِکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسَلَّمَ فَاَوْمَأَ بِاِصْبَعِہٖ اِلٰی فِیْہِ فَقَال اُکْتُبْ فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ مَا یَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّا حَقٌّ.

(امام ابوداؤد۔ سنن ابوداؤد کتاب العلم 158,157/2)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو حدیث بھی سنتا اس کو حفظ کرنے کی نیت سے لکھ لیا کرتا۔ قریش کے کچھ لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو بات سنتے ہو لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بشر ہیں۔ وہ کبھی حالتِ غضب میں کلام فرماتے ہیں اور کبھی حالتِ رضا میں۔ تو میں نے ان کی اس بات پر حدیث کو لکھنا ترک کر دیا۔ جب میں نے اس بات کا تذکرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کیا تو آپ نے فرمایا: سب کچھ لکھ لیا کرو اور اپنی انگشتِ مبارک سے دہنِ اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میرے اس منہ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

حدیثِ مذکورہ بالا سے صحابۂ کرام کا بحکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حدیث کو لکھنا صراحتاً ثابت ہوا۔ پھر جب یہ نفوس قدسیہ (صحابۂ کرام) جن کے سینے احادیث نبویہ کے خزینے تھے، دنیا سے بکثرت تشریف لے جانے لگے تو بعض اہلِ بصیرت تابعین کو یہ خدشہ محسوس ہوا کہ کہیں ہم احادیث کے ذخیرۂ عظیمہ سے محروم ہی نہ ہو جائیں۔ لہٰذا انہوں نے

کتابی صورت میں تدوینِ حدیث کا اہتمام کیا۔ چنانچہ دوسری صدی ہجری میں متعدد ائمہ کرام اور محدثین عظام نے احادیث کے مجموعے مرتب فرمائے۔ جن میں ربیع بن صبیح (متوفی 160ھ)، موسیٰ بن عقبہ (متوفی 141ھ)، امام مالک (متوفی 179ھ)، ابن جریج (متوفی 156ھ)، امام ابو یوسف (متوفی 182ھ)، امام ابوحنیفہ (متوفی 150ھ)، امام محمد (متوفی 189ھ)، امام اوزاعی (متوفی 156ھ) اور سفیان ثوری (متوفی 161ھ) شامل ہیں۔

پھر تیسری صدی ہجری میں تو تدوینِ حدیث کا دائرہ بہت وسیع وعریض ہوگیا۔ اس صدی میں مسدد بن مسرھد (متوفی ۲۱۸ھ)، اسد بن موسیٰ البصری (متوفی ۲۱۲ھ)، نعیم بن حماد الخزاعی (متوفی ۲۲۸ھ)، امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)، اسحاق بن راھویہ (متوفی ۲۳۸ھ)، عثمان بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۹ھ) اور ابوبکر بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) نے احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو کتابی شکل میں جمع فرمایا۔ اسی صدی ہجری میں حدیث کی وہ عظیم الشان چھے کتابیں معرضِ تحریر میں آئیں جن کو ''صحاحِ ستہ'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کتابوں یعنی صحاحِ ستہ کے مؤلفین کے حالاتِ زندگی اور اخذِ حدیث میں ان کی شرائط پر آئندہ صفحات میں تفصیل سے گفتگو کی جائے گی کیونکہ یہی میرے مقالہ کا عنوان ہے۔ یہاں صرف ان کے اسماء اور سنینِ وصال بالترتیب درج کئے جاتے ہیں۔

1- امام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ
2- امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ
3- امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر السجستانی متوفی ۲۷۵ھ
4- امام ابوعیسیٰ محمد بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک الترمذی متوفی ۲۷۹ھ
5- امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ
6- امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان نسائی متوفی ۳۰۳ھ

تعارفِ امام بخاری

نام ونسب اور ولادت ووفات:

الامام الحافظ الحجۃ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ البخاری الجعفی ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو بخارا میں رونق افروز دار دنیا ہوئے اور آپ کی وفات شبِ عید الفطر ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ عید کے روز نمازِ ظہر کے بعد سمرقند سے چھ میل کے فاصلہ پر خرتنگ میں دفن ہوئے۔ آپ کے سن ولادت، سن وصال اور عمر کو بعض محدثین نے ایک شعر میں بیان کیا جس کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''بستان المحدثین'' میں نقل کیا:

کان البخاری حافظًا و محدثا

جمع الصحیح مکمل التحریر

میلادہٗ صدق (۱۹۴ھ) ومدۃ عمرہٖ فیھا

حمید (۶۲ھ) وانقضی فی نور (۲۵۶ھ)

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ بستان المحدثین ص ۲۷۵)

ترجمہ: امام بخاری حافظ ومحدث تھے آپ نے صحیح بخاری کو تحریرِ کامل کے ساتھ جمع فرمایا۔ آپ کا سن ولادت لفظِ صدق، عمر مبارک لفظِ حمید اور سن وصال لفظِ نور کے اعداد سے نکلتا ہے۔

آپ کے اجداد:

آپ کے اجداد میں سے مغیرہ ایمان لائے۔ مغیرہ کا باپ بردزبہ فارس کا باشندہ

اور مجوسی تھا اور حالتِ کفر پر ہی اس کی موت واقع ہوئی۔ مغیرہ حاکم بخارا ایمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تو ان کے ساتھ موالات اسلام کی نسبت حاصل ہوگئی۔ اس لئے اُنہیں جعفی کہا جاتا ہے اور امام بخاری کو جعفی کہنے کی وجہ بھی یہی ہے۔

(علامہ احمد سعید کاظمی۔ مقالاتِ کاظمی 235/1)

تقویٰ و پرہیز گاری:

امام بخاری کے والد اسماعیل بن ابراہیم عظیم محدث، خوشحال اور دولتمند تھے نیز اس کے ساتھ ساتھ انتہائی صالح اور پرہیز گار بھی تھے۔ احمد بن حفص کا بیان ہے کہ میں ابوُ الحسن اسماعیل بن ابراہیم کی موت کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہ کہنے لگے کہ میرے پاس جس قدر مال ہے اس میں ایک درہم بھی مشتبہ نہیں ہے۔

(شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی۔ ارشاد الساری 37/1)

ابتدائی حالات:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کے والد کا انتقال امام بخاری کے ایامِ طفولیت میں ہی ہوگیا تھا آپ کی پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ کی والدہ نے سنبھال لی۔ بچپن ہی میں امام بخاری کی بصارت بھی جاتی رہی متعدد ماہر معالجین کے علاج وتدبیر کے باوجوْد بینائی درست نہ ہوسکی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے بارگاہِ خداوندی میں انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں مانگیں۔ بالآخر دریائے رحمت جوش میں آیا۔ آپ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا ہوا تو خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری درد بھری دعاؤں کے سبب سے پروردگارِ عالم نے تمہارے لختِ جگر کو بصارت لوٹا دی ہے۔ صبح جب امام بخاری بیدار ہوئے

تو آنکھیں روشن و بینا تھیں۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔اشعۃ اللمعات ۹/۱)

تحصیلِ علمِ حدیث:

امام بخاری نے نو یا دس سال کی عمر میں طلبِ علمِ حدیث کا آغاز فرمایا۔ سولہ سال کی عمر میں آپ نے ابنِ مبارک اور امام وکیع کی کتبِ حدیث کو حفظ کرلیا۔ پھر طلبِ علمِ حدیث کی خاطر سفر اختیار فرمایا۔ شام، مصر اور جزیرہ میں دو مرتبہ تشریف لے گئے۔ چار مرتبہ بصرہ اور چھے مرتبہ حجاز گئے۔ متعدد بار کوفہ اور بغداد بھی گئے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار سے زائد آدمیوں کی حدیث لکھی اور اسی طرح بے شمار افراد نے امام بخاری سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ نوے ہزار (90,000) افراد نے امام بخاری سے صحیح بخاری کو روایت کیا۔ حفظِ حدیث میں امام بخاری کا کوئی مساوی و مقابل نہ تھا۔ سند، متن، معرفت علل اور صحیح و سقیم کے درمیان تمیز کرنے میں امام بخاری اپنی مثال آپ تھے۔ امام مسلم نے امام بخاری کو ان الفاظ کے ساتھ خراجِ تحسین پیش کیا:

لَا يُبْغِضُكَ اِلَّا حَاسِدٌ وَاَشْهَدُ اَنَّهٗ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مِثْلُكَ. یعنی آپ سے بغض رکھنا حاسد کے علاوہ کسی کا کام نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اس وقت دنیا میں بے مثل ہیں۔ (علامہ احمد سعید کاظمی۔مقالاتِ کاظمی 237/1)

قوتِ حافظہ:

امام بخاری حیرت انگیز حافظے کے حامل تھے حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ امام بخاری ہمارے ساتھ مشائخ بصرہ سے حدیث کا سماع کیا کرتے تھے۔ اور آپ کے علاوہ تمام شرکاءِ درس احادیث کو معرضِ تحریر میں لاتے تھے۔ تقریباً پندرہ سولہ دن کا عرصہ گزر گیا تو ہم نے امام بخاری سے کہا کہ آپ نے اتنے دنوں کی محنت ضائع کردی کیونکہ اس قدر

حدیثیں جو آپ نے نہیں لکھیں، وہ کیسے یاد رہ سکتی ہیں۔ امام بخاری نے فرمایا: تم اپنے تحریر کردہ مجموعے لے آؤ۔ جب ہم اپنے مجموعہائے حدیث لے آئے تو امام بخاری نے بالترتیب احادیث سنانی شروع کر دیں اور پندرہ ہزار احادیث سے بھی زیادہ بیان کر ڈالیں۔ یہ سن کر ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ احادیث خود امام بخاری نے ہمیں لکھوائی ہیں۔

ھدی الساری میں منقول ہے کہ سلیمان بن مجاہد نے امام بخاری کو بچپن کے زمانہ میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا تو ہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اسے ستر ہزار احادیث یاد ہیں۔ امام بخاری نے فرمایا: مجھے اس سے بھی زیادہ حدیثیں یاد ہیں اور میں جن صحابہ سے احادیث روایت کرتا ہوں ان میں سے اکثر کی ولادت و وفات کی تاریخ اور ان کی جائے سکونت پر اطلاع رکھتا ہوں۔ نیز میں کسی حدیث کو روایت نہیں کرتا مگر کتاب و سنت سے اس کی اصل پر واقفیت رکھتا ہوں۔ (امام احمد القسطلانی۔ ارشاد الساری 34/1)

محمد بن حاتم کہتے ہیں کہ ایک دن ہم امام فریابی کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے ایک حدیث کی سند بیان کرتے ہوئے کہا:

"حدثنا سفیان عن ابی عروۃ عن ابی الخطاب عن ابی حمزۃ"

اس سند میں سوائے سفیان کے تمام راویوں کے ناموں کی بجائے کنیتیں مذکور ہیں۔ فریابی نے ہم سب سے ان راویوں کے نام پوچھے تو ہم میں سے کوئی بھی نہ بتا سکا۔ بالآخر سب کی نظریں امام بخاری کی طرف اٹھیں تو امام بخاری نے فرمایا: ابو عروہ کا نام معمر بن راشد اور ابو الخطاب کا نام قتادہ بن دعامہ اور ابو حمزہ کا نام انس بن مالک ہے۔

(ابن حجر عسقلانی۔ ھدی الساری 251/2)

لوگوں نے بارہا امام بخاری کا امتحان لیا اور ہر بار امام بخاری نے اپنی خداداد قوتِ حافظہ اور مغزِ بیدار کی بدولت اپنی قابلیت اور فن حدیث میں مہارت کا لوہا منوایا۔ حافظ

ابوالازھر راوی ہیں کہ ایک مرتبہ سمرقند میں چار سو محدث جمع ہوئے اور انہوں نے امام بخاری کو مغالطہ دینے کیلئے شام کی اسناد عراق کی اسناد میں اور عراق کی اسناد شام کی اسناد میں داخل کر دیں اور لگاتار سات دن تک امام بخاری کو مغالطہ دینے کیلئے اس قسم کی مغالطہ آمیز اسناد اور متن پیش کرتے رہے۔ لیکن کسی مرتبہ بھی امام بخاری کو نہ تو سند میں مغالطہ دے سکے اور نہ ہی متن میں مغالطہ دینے میں کامیاب ہوئے۔

(مولانا غلام رسول سعیدی۔ تذکرۃ المحدثین ص179 بحوالہ ارشاد الساری 34/1)

امام بخاری کے اساتذہ:

امام بخاری کے اساتذہ ومشائخ میں ان تمام حضرات کا تذکرہ کرنا تو اس مختصر مقالہ میں مشکل ہے۔ کیونکہ آپ کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار سے بھی زائد ہے۔ تاہم آپ کے مشائخ میں سے بعض عظیم الشان اور جلیل المرتبت محدثین کے اسماء گرامی ذکر کئے جاتے ہیں:

1- (بخارا میں) محمد بن سلام بیکندی
2- عبداللہ بن محمد مسندی
3- محمد بن عروۃ
4- ہارون بن الشغف
5- (بلخ میں) مکی بن ابراہیم
6- یحییٰ بن بشر الزاہد
7- (مرو میں) علی بن شقیق
8- معاذ بن اسد
9- عبدان
10- صدقہ بن فضل
11- (نیشاپور میں) یحییٰ بن یحییٰ
12- بشر بن حاکم
13- اسحاق
14- (ری میں) حافظ ابراہیم بن موسیٰ
15- (بغداد میں) محمد بن عیسیٰ
16- شریح بن نعمان

17- معلیٰ بن منصور
18- (بصرہ میں) ابو عاصم النبیل
19- بدل بن مجر
20- محمد بن عبداللہ انصاری
21- عبدالرحمٰن بن محمد
22- عمر بن عاصم
23- عبداللہ بن رجاء
24- (کوفہ میں) عبیداللہ بن موسیٰ
25- ابونعیم
26- طلق بن غنام
27- حسن بن عطیہ
28- خلاد بن یحییٰ
29- خالد بن مخلد
30- قبیصہ
31- (مکہ میں) ابو عبدالرحمٰن مقری
32- حمیدی
33- احمد بن محمد ازرقی
34- (مدینہ میں) عبدالعزیز اویسی
35- ابوثابت محمد بن عبداللہ
36- مطرف بن عبداللہ
37- (واسطہ میں) عمرو بن محمد بن عون
38- (مصر میں) سعید ابن ابی مریم
39- عبداللہ بن صالح
40- سعید ابن ملید
41- عمرو بن ربیع بن طارق
42- (دمشق میں) ابومسہر
43- ابونصر فرادیسی
44- (قیساریہ میں) محمد بن یوسف فریابی
45- (عسقلان میں) آدم ابن ابی ایاس
46- (حمص میں) ابوالمغیرہ
47- ابوالیمان
48- وہبی
49- علی بن عیاش
50- احمد بن خالد
51- وحاظی

(مولانا غلام رسول سعیدی۔ تذکرۃ المحدثین ص176)

فقہی مسلک:

امام بخاری کے فقہی مسلک کے بارے میں امام قسطلانی بحوالہ امام تاج الدین السبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقَد ذَکَرَہُ اَبُو عاصم فی طبقات الشافعیۃ.

یعنی امام ابو عاصم نے امام بخاری کو طبقاتِ شافعیہ میں ذکر فرمایا نیز امام موصوف یعنی تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

وَسَمِعَ بِمَکَّۃَ عَنِ الْحَمِیْدِی وَعَلَیْہِ تَفَقَّہ عَنِ الشَّافِعی.

یعنی امام بخاری نے مکہ مکرمہ میں حمیدی سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے فقہ شافعی کا علم حاصل کیا۔ (امام تاج الدین السبکی۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ 3/2)

مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ امام بخاری شافعی المذھب ہیں۔ امام بخاری امام شافعی کے مقلد ہونے کے ساتھ ساتھ مجتہد فی المسائل اور طبقاتِ فقہاء میں درجہ ثالثہ پر متمکن تھے چنانچہ بعض مسائل میں امام شافعی علیہ الرحمہ سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے اہلِ علم فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی حیثیت شوافع میں ایسی ہی ہے جیسی امام ابو جعفر طحاوی کی احناف میں۔ (مولانا غلام رسول سعیدی۔ تذکرۃ المحدثین ص 187)

تلامذہ:

ویسے تو تقریباً ایک لاکھ اشخاص نے امام بخاری سے حدیث کو روایت کیا لیکن باقاعدہ آپ سے استفادہ کرنے والے اور زانوئے تلمذ طے کرنے والے حضرات میں سے بعض کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

1- عمر بن محمد بجیری
2- ابوبکر بن ابی الدنیا

3- ابوبکر بزاز
4- حسین بن محمد تبائی
5- یعقوب بن یوسف بن اخرم
6- عبداللہ بن محمد بن ناجھہ
7- سہل بن شاذویہ بخاری
8- عبیداللہ بن واصل
9- قاسم بن زکریا مطرز
10- ابوقریش محمد بن جمعہ
11- محمد بن سلیمان باغندی
12- ابراہیم بن موسیٰ جوہری
13- علی بن عباس
14- ابوحامد اعمشی
15- ابوبکر احمد بن محمد بن صدقہ بغدادی
16- اسحاق بن داوٗد
17- حاشد بن اسماعیل بخاری
18- محمد بن موسیٰ
19- محمد بن عبداللہ بن جنید
20- جعفر بن محمد نیشاپوری
21- ابوبکر بن داوٗد
22- ابوالقاسم بغوی
23- ابومحمد بن صاعد
24- محمد بن ہارون حضرمی
25- حسین بن عاملی بغدادی

تصانیف:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے طلبِ علمِ حدیث کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی خاطر خواہ خدمات سرانجام دیں اور متعدد قابلِ قدر تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ بعض کے نام یہ ہیں:

1- الجامع الصحیح
2- التاریخ الکبیر
3- التاریخ الاوسط
4- التاریخ الصغیر
5- کتاب الضعفا
6- کتاب الکنیٰ

7- الادب المفرد
8- جزء رفع الیدین
9- جزء القرائۃ خلف الامام
10- کتاب الاشربۃ
11- کتاب الھبہ
12- کتاب العلل
13- برالوالدین
14- الجامع الکبیر
15- التفسیر الکبیر
16- المسند الکبیر
17- خلق افعال العباد
18- قضایا الصحابۃ والتابعین
19- کتاب الوحدان
20- کتاب المبسوط
21- کتاب الفوائد
22- اسامی الصحابہ

(ابن حجر عسقلانی-ھدی الساری 262/2)

صحیح بخاری کا تعارف

امام بخاری کی اس مشہور زمانہ کتاب کا مکمل نام یہ ہے ''الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم وسننہٖ و ایامہٖ''۔

بقول امام نووی شارحِ مسلم محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید کے بعد اصح الکتب صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں۔ پھر جمہور علمائے حدیث کی نظر میں جس طرح امام بخاری بنسبت امام مسلم کے فائق ہیں اسی طرح صحیح بخاری کو بھی صحیح مسلم پر فوقیت حاصل ہے۔ لہٰذا صحیح بخاری بعد از قرآن اصح الکتب قرار پائی۔ صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر ترجیح کی متعدد وجوہ ہیں جن میں سے چند ایک حسبِ ذیل ہیں:

1- رُواۃِ بخاری بنسبت رُواۃِ مسلم کے زیادہ ثقہ ہیں۔

2- اسانیدِ بخاری کا اتصال اسانیدِ مسلم کے اتصال سے زیادہ قوی ہے۔

3- بخاری میں مسائلِ فقہیہ کا استنباط اور نکاتِ غریبہ بکثرت پائے جاتے ہیں۔

4- امام بخاری کے متکلم فیہ رُواۃ کی تعداد مسلم کے متکلم فیہ رُواۃ سے بہت کم ہے کیونکہ بخاری کے متکلم فیہ رُواۃ صرف تیس ہیں جبکہ مسلم کے متکلم فیہ کی رُواۃ کی تعداد ایک سو ساٹھ ہے۔

۵- بخاری جامع ہے اور مسلم جامع نہیں کیونکہ جامع محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں آٹھ مخصوص عناوین کے تحت احادیث درج کی جائیں:

1- سیر　　2- تفسیر
3- آداب　　4- عقائد
5- فتن　　6- احکام
7- اشراط　　8- مناقب

جبکہ صحیح مسلم میں کتاب التفسیر برائے نام ہے جس کو کالعدم تصور کیا جاتا ہے۔

6- صحیح بخاری میں ثلاثیات کی تعداد تئیس (23) ہے جبکہ صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں کوئی ثلاثی حدیث نہیں تاہم ترمذی میں ایک اور ابنِ ماجہ میں پانچ موجود ہیں۔

سببِ تالیف صحیح بخاری:

1- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دن امام بخاری اسحاق بن راہویہ کی محفل میں بیٹھے تھے کہ اسحاق بن راہویہ کے احباب نے کہا: کیا ہی اچھا ہوتا کہ کوئی شخص بتوفیقِ الٰہی ایسی کتاب لکھتا جس میں صرف صحت میں اعلیٰ درجہ کی حامل احادیث جمع کی جاتیں تاکہ عمل کرنے والے بلا خوف وتردد اس پر عمل پیرا ہو سکتے۔ امام بخاری کے دل میں یہ بات جاگزین ہوگئی اور آپ نے اسی وقت الجامع الصحیح کی

تالیف کا پختہ ارادہ کرلیا۔ چنانچہ آپ نے چھ لاکھ احادیث کے ذخیرہ میں سے صحیح ترین احادیث کا انتخاب کرنا شروع فرمادیا۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ بستان المحدثین)

2- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بدنِ اقدس سے پنکھے سے مکھیاں دور ہٹا رہے ہیں اس خواب کی تعبیر یہ کی گئی کہ آپ یعنی امام بخاری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کردہ جھوٹی باتوں کو دور کریں گے۔ لہٰذا اس خواب کے بعد آپ نے احادیثِ صحیحہ مرفوعہ کو جمع کرنے کا عزم کرلیا۔ (ملاعلی قاری۔ مرقاۃ المفاتیح ۱/۱۳)

تعداد مرویات صحیح بخاری:

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ صحیح بخاری کی کل احادیث مسندہ بشمول مکررات سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) ہیں اور معلقات ایک ہزار تین سو اکتالیس (۱۳۴۱) اور جملہ متابعات تین سو چوالیس (۳۴۴) ہیں۔ کل میزان نو ہزار بیاسی (۹۰۸۲) ہے اور حذف مکررات کے بعد مرفوع حدیثوں کی تعداد دو ہزار چھ سو تیئس (۲۶۲۳) رہ جاتی ہے۔
(مولانا غلام رسول سعیدی۔ تذکرۃ المحدثین ص 204)

شرائط:

امام بخاری اپنی صحیح میں اس حدیث کو وارد کرتے ہیں جس کے راوی امام بخاری کے شیخ سے لے کر صحابی تک ثقہ اور متصل ہوں۔ ثقہ ان راویوں کو کہا جاتا ہے جو مسلم، عادل، کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ ہوں۔ نیز وہ اپنے سے زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت نہ کریں اور نہ ہی ان میں کوئی علت خفیہ قادحہ ہو۔ اگرچہ امام بخاری قلیل الملازمۃ مع الشیخ راویوں کی حدیث بھی لے لیتے ہیں مگر بالاستیعاب نہیں بلکہ ایسی احادیث

میں سے انتخاب کرتے ہیں اور متصل کا مطلب یہ ہے کہ ہر راوی اپنے شیخ سے سَمِعْتُ یا حَدَّثَنَا کے صیغے لائے جن سے اس راوی کی شیخ سے سماعت پر تصریح ہوتی ہے یا پھر راوی ایسا صیغہ لائے جس سے بظاہر سماع پر دلالت ہوتی ہے۔ جیسے عن فلان عن فلان یا ان فلاناً قد قال. اس دوسری شکل میں ضروری ہے کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت ہو اور وہ راوی مدلس نہ ہو۔ بعض محدثین نے امام بخاری کی طرف اس شرط کو منسوب کیا کہ اولاً حدیث کو دو صحابی روایت کریں یا پھر ہر صحابی سے دو شخص روایت کریں پھر ان میں سے ہر ایک سے دو دو شخص روایت کریں۔ لیکن یہ شرط اس لئے درست نہیں قرار پاتی کہ صحیح بخاری کی پہلی حدیث "انما الاعمال بالنیات" صرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حضرت عمر سے صرف علقمہ نے اور علقمہ ابن وقاص لیثی سے صرف محمد بن ابراہیم تیمی نے اور ان سے صرف یحییٰ بن سعید انصاری نے روایت کی۔ (طاہر بن صلاح الجزائری۔ توجیہ النظر ص۹)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا موازنہ:

علمائے حدیث اس پر متفق و مجتمع ہیں کہ حدیث کی صحت کا مدار اتصال، اتقانِ رجال اور عدم شذوذ و عدم علل پر ہوتا ہے اور ان تمام امور میں صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فوقیت حاصل ہے مثلاً

۱۔ اتصال کے اعتبار سے فوقیت اس طرح ثابت ہے کہ امام بخاری راوی اور مروی عنہ کی ملاقات کو شرط قرار دیتے ہیں جبکہ امام مسلم کے نزدیک فقط معاصرت کافی ہے۔

۲۔ اتقان رجال کے اعتبار سے بھی صحیح بخاری کو متعدد وجوہ سے برتری حاصل ہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

ا۔ امام بخاری قلیل الملازمہ مع الشیخ سے روایات کا صرف انتخاب کرتے ہیں اور

امام مسلم اس طبقہ کی تمام روایات کو بالاستیعاب قبول کرتے ہیں۔

ب۔ جن حضرات سے روایت کرنے میں امام بخاری منفرد ہیں ان کی تعداد چار سو تیس (۴۳۰) ہے جن میں سے اَسّی (۸۰) کو ضعیف قرار دیا گیا اور جن سے روایت کرنے میں امام مسلم منفرد ہیں ان کی تعداد چھ سو بیس (۶۲۰) ہے جن سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ضعیف ہیں۔

ج۔ امام بخاری کے جن راویوں پر جرح کی گئی ان میں سے اکثر امام بخاری کے بلاواسطہ استاذ ہیں جن کے حالات سے امام بخاری بخوبی آگاہ تھے اور ان کی روایات کو جانچ پرکھ سکتے تھے بخلاف امام مسلم کے مجروح راویوں کے کہ وہ ان کے بالواسطہ استاذ ہیں۔

3- عدم شذوذ و عدم علل کے لحاظ سے بھی صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر تفوق حاصل ہے کیونکہ صحیح بخاری کی جن احادیث میں علت خفیہ قادحہ نکالی گئی ان کی تعداد فقط اسّی (۸۰) ہے بخلاف صحیح مسلم کے کہ اس میں ایسی روایات کی تعداد ایک سو تیس (۱۳۰) ہے۔ (مولانا غلام رسول سعیدی۔ تذکرۃ المحدثین ص ۲۰۶)

تعارفِ امام مسلم

نام ونسب اور ولادت ووفات:

امام مسلم بن الحجاج القشیر ی نیشاپوری کی کنیت ابوالحسین اور لقب عساکر الدین ہے۔ان کے دادا کا نام مسلم بن ورد بن کرشاد ہے۔عرب کے مشہور قبیلہ بنوقُشَیر کی طرف منسوب تھے۔آپ کی ولادت ۲۰۲ھ، ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ میں ہوئی اور وفات ۲۵ رجب المرجب ۲۶۱ھ میں ہوئی۔نیشاپور سے باہر نصر آباد میں آپ مدفون ہیں۔حافظ ابوعلی نیشاپوری نے امام مسلم کو بایں الفاظ خراجِ تحسین پیش کیا:

مَاتَحْتَ عَدِیْمِ السَّمَاءِ اَصَحُّ مِنْ کِتَابِ مُسْلِمٍ۔

یعنی آسمان کے نیچے کتابِ مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔

(علامہ احمد سعید کاظمی۔مقالاتِ کاظمی ۱/۲۳۸)

حُلیہ مبارکہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام مسلم سرخ وسفید رنگ، بلند قد وقامت اور بارعب شخصیت کے حامل تھے۔سر پر عمامہ باندھتے اور شملہ دو کندھوں کے درمیان رکھتے تھے۔آپ نے اپنے علم کو ذریعہ معاش نہیں بنایا بلکہ کپڑے کی تجارت کر کے اپنی نجی ضروریات پوری کرتے تھے۔

تبحّرِ علمی:

آپ کے متعدد اساتذہ ومعاصرین نے آپ کے علمی تبحر وکمال اور حدیث میں

آپ کی مہارت کو بے حد تحسین کی نظر سے دیکھا اور آپ کی تعریف کی۔ اسحاق بن منصور جو امام مسلم کے استاذ ہیں، نے فرمایا کہ ہم اس وقت تک خیر سے محروم نہیں رہ سکتے جب تک مسلم بن حجاج ہم میں موجود ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب فراد نے کہا کہ مسلم علم کا خزانہ ہے۔ میں نے ان میں سوائے خیر کے کچھ نہیں پایا۔ ابن اخرم نے کہا کہ نیشا پور نے تین محدث پیدا کیے:

1- محمد بن یحییٰ
2- ابراہیم بن ابی طالب
3- مسلم بن حجاج

ابوبکر جارودی نے کہا کہ مسلم بن حجاج علم کے محافظ تھے۔ مسلمہ بن قاسم نے کہا کہ وہ جلیل القدر امام تھے۔ بندار نے فرمایا کہ پوری دنیا میں صرف چار حفاظ حدیث ہوئے ہیں:

1- ابوزرعہ
2- محمد بن اسماعیل
3- دارمی
4- مسلم بن حجاج

(ابنِ حجر عسقلانی۔ تہذیب التہذیب 128/10)

علمی مقام:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے علمی تفوق کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حدیث کی صحت و سقم کی پہچان میں امام مسلم اپنے تمام معاصرین میں ممتاز تھے۔ بلکہ بعض امور میں امام بخاری پر بھی فوقیت وفضیلت رکھتے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ امام بخاری کی اکثر روایات اہلِ شام سے بطریقِ مناولہ ہیں نہ کہ بالمشافہ ان سے سنی ہوئیں۔ تو بعض دفعہ جب ایک ہی راوی کو کبھی نام اور کبھی کنیت سے ذکر کیا جاتا ہے تو امام بخاری ان کو دو راوی تصور فرما لیتے ہیں حالانکہ وہ ایک ہی راوی کے دو نام ہوتے ہیں بخلاف امام مسلم کے کہ وہ اس مغالطہ کے مرتکب نہیں ہوتے۔ نیز امام بخاری کے تصرفات

مثلاً تقدیم وتاخیر اور حذف واختصار کی وجہ سے بعض اوقات الجھن پیدا ہو جاتی۔ اگر چہ خود بخاری ہی کے دوسرے طرق کو دیکھ کر وہ تعقید اور اشتباہ دور بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن امام مسلم نے یہ طریقہ ہی اختیار نہیں کیا۔ بلکہ متون حدیث کو موتیوں کی لڑی کی طرح اس انداز سے بالترتیب روایت فرمایا ہے کہ بجائے تعقید کے اس کے معانی میں مزید چمک پیدا ہو جاتی ہے۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ بستان المحدثین ص ۲۸۰)

حافظ عبدالرحمٰن بن علی الربیع یمنی شافعی نے امام مسلم کے ترتیبِ ابواب کے حسن کو ایک شعر میں تقابل کی صورت میں بیان فرمایا:

تَنَازَعَ قَوْمٌ فِیْ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ
لَدَیَّ وَقَالُوْا اَیُّ دِیْنٍ یُقَدَّمُ
فَقُلْتُ لَقَد فَاقَ الْبُخَارِیُّ صِحَّةً
کَمَا فَاقَ فِی حُسْنِ الصَّنَاعَةِ مُسْلِمُ

ترجمہ: میرے پاس ایک قوم نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں جھگڑا کیا کہ ان میں سے کس کے اسلوب کو ترجیح دی جائے۔ تو میں نے کہا کہ مرتبۂ صحت میں صحیح بخاری اور حسنِ ترتیب وتدوین میں صحیح مسلم کو فوقیت حاصل ہے۔

وفات:

امام مسلم کی وفات کا سبب نہایت ہی عجیب وغریب ہے۔ ایک دفعہ آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ سے ایک حدیث کے بارے میں استفسار کیا گیا۔ اس وقت وہ آپ کو مستحضر نہ تھی۔ چنانچہ آپ اپنے گھر تشریف لائے اور اپنے ذخیرۂ حدیث میں اس حدیثِ مستفسرہ کو تلاش کرنے لگے۔ پاس ہی ایک کھجوروں کا ٹوکرہ بھی رکھا تھا آپ

حدیث کی تلاش میں منہمک ومستغرق تھے اور بے دھیانی میں کھجوریں بھی کھاتے چلے جاتے تھے۔ اس انہماک واستغراق میں حدیث کے ملنے تک وہ تمام کھجوریں آپ تناول فرما گئے اور یہی بات آپ کے وصال کا سبب بن گئی۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی-بستان المحدثین)

تصانیف:

1- الجامع الصحیح
2- المسند الکبیر
3- مسند الصحابہ
4- کتاب العلل
5- کتاب الاسماء والکنٰی
6- کتاب الجامع علی الباب
7- کتاب الوحدان
8- کتاب الافراد
9- کتاب سوالات احمد بن حنبل
10- کتاب حدیث عمرو بن شعیب
11- کتاب الانتفاع باھب السباع
12- کتاب مشائخ مالک
13- کتاب مشائخ ثوری
14- کتاب مشائخ شعبہ
15- کتاب من لیس لہٗ الا راو واحد
16- کتاب المخضرمین
17- مسند امام مالک
18- کتاب اولاد الصحابہ
19- کتاب اوہام المحدثین
20- کتاب الطبقات

اساتذۂ امام مسلم:

1- یحیٰی بن یحیٰی
2- محمد بن یحیٰی ذہلی
3- احمد بن حنبل
4- اسحاق بن راہویہ
5- عبداللہ بن مسلمہ
6- احمد بن یونس یربوعی
7- اسماعیل بن ابی اویس
8- سعید بن منصور

9- عون بن سلام
10- داؤد بن عمرو الضبی
11- ہیثم بن خارجہ
12- شیبان ابن فروخ
13- محمد بن اسماعیل بخاری

(امام عبداللہ شمس الدین ذہبی- تذکرۃ الحفاظ 558/2)

تلامذۂ امام مسلم:

1- ابوالفضل احمد بن سلمہ
2- ابراہیم بن ابی طالب
3- ابوعمرو خناف
4- حسین بن محمد قبانی
5- ابوعمرو مستملی
6- حافظ صالح بن محمد
7- علی بن حسن
8- محمد بن عبدالوہاب
9- علی بن حسین بن جنید
10- ابن خزیمہ
11- ابن صاعد
12- سراج
13- محمد بن عبد بن حمید
14- ابوحامد ابن الشرقی
15- عبداللہ بن الشرقی
16- علی بن اسماعیل الصغار
17- ابومحمد بن ابی حاتم رازی
18- ابوحامد اعمشی
19- ابراہیم بن محمد بن سفیان
20- محمد بن مخلد دوری
21- ابراہیم بن محمد بن حمزہ
22- ابوعوانہ اسفرائنی
23- محمد بن اسحاق فاکہی
24- ابوحامد بن حسنویہ
25- ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

(ابن حجر عسقلانی- تہذیب التہذیب 126/10)

امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں امام مسلم سے صرف ایک روایت ذکر کی ہے جو

کہ حسبِ ذیل ہے:

حدثنا مسلم بن حجاج نا یحییٰ بن یحییٰ نا ابومعاویہ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی ہریرة (رضی اللّٰه عنه) احصوا ہلال شعبان لرمضان. (امام ترمذی-جامع ترمذی: ابواب الصوم، باب ماجاء فی احصاء ہلال شعبان لرمضان 148/1)

ترجمہ: ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن حجاج نے، انہوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی ابو معاویہ نے، انہوں نے محمد بن عمرو سے، انہوں نے ابوسلمہ سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: رمضان کیلئے شعبان کے چاند کا حساب رکھا کرو۔

تعارف صحیح مسلم

اس کتاب کا نام الجامع الصحیح ہے، محدثین کے نزدیک صحیح بخاری کے بعد اس کا مرتبہ ہے۔ امام مسلم علیہ الرحمہ نے بعض تلامذہ کی درخواست پر تین لاکھ احادیث میں سے انتخاب کر کے اس کتاب کی صورت میں احادیث صحیحہ کا ایک عظیم الشان مجموعہ تیار فرمایا۔ اس کتاب کی تدوین میں پندرہ سال کا طویل عرصہ صرف ہوا اور اس میں صرف انہی احادیث کو لایا گیا ہے جن کی صحت پر اس وقت کے اکابر متفق تھے، تکمیلِ کتاب کے بعد امام مسلم نے اس کو عللِ حدیث اور جرح وتعدیل کے امام حافظ ابوزرعہ کی خدمت میں پیش کیا۔ جس روایت کے بارے میں انہوں نے کسی علت کی نشاندہی کی، اس کو آپ نے اپنی کتاب سے خارج کر دیا۔ (امام ذہبی- تذکرۃ الحفاظ 590/2)

چونکہ صحیح مسلم کی تالیف سے امام مسلم کی غرض احادیثِ صحیحہ مرفوعہ کو بکثرت جمع کرنا اور ان کی اسانیدِ کثیرہ بطریقہ متعددہ کو وارد کرنا تھا تا کہ صحت وقوت احادیث کی تائید

مزید ہو اوران احادیث کے حجت ہونے کو زیادہ سے زیادہ تقویت پہنچے، استنباط مسائل امام مسلم کا مقصد نہیں۔ اسی لیے صحیح مسلم میں تکرار نہیں پایا جاتا۔ بخلاف صحیح بخاری کے کہ ان کا مقصد استنباطِ مسائل ہے اور وہ متنِ حدیث کے بغیر پورا نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب ایک حدیث سے متعدد مسائل مستنبط کرتے ہیں تو اس کے متن کا بھی اعادہ فرماتے ہیں اور اس استنباطِ مسائل کے پیشِ نظر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کی تبویب کی ہے اور تراجم ابواب قائم کئے ہیں اور امام مسلم کی غرض چونکہ استنباط مسائل نہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنی کتاب میں ابواب نہیں رکھے۔ صحیح مسلم کے نسخوں میں حواشی پر جو ابواب اور ان کے عنوانات پائے جاتے ہیں، وہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نہیں بلکہ بعض شراح صحیح مسلم نے قائم کیے ہیں۔ صحیح مسلم کی خصوصیات میں یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس کی ترتیب صحیح بخاری کی ترتیب سے احسن ہے۔ اس میں ہر حدیث ایسی جگہ وارد کی گئی ہے جو اس کے لائق ہے اور اسی جگہ اس حدیث کے ان سب طرق واسانید کو بھی امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کر دیا ہے جو ان کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ جن طرق میں الفاظ کا اختلاف تھا، وہاں الفاظِ مختلفہ کو بیان کر دیا ہے اور ساتھ ہی زیادہ ثقات کو بھی ذکر فرما دیا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے اس طریق کار سے صحیح مسلم میں حدیث تلاش کرنا بہت آسان ہو گیا ہے نیز حدیثوں کے طرق متعددہ اور مختلف الفاظ وزیادہ ثقات جاننے سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کی تفصیل اس مختصر مضمون میں نہیں آسکتی۔

رُباعیاتِ صحیح مسلم:

صحیح مسلم ثلاثیات سے خالی ہے۔ البتہ اسی (80) سے زائد اس میں ایسی حدیثیں ہیں جن کی سند میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین صرف چار واسطے ہیں یہ احادیث رباعیات کہلاتی ہیں۔

(علامہ احمد سعید کاظمی۔ مقالات کاظمی 234/1)

شرائط:

علامہ طاہر بن صلاح الجزائری صحیح مسلم میں ایرادِ حدیث کی شرائط پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام مسلم اپنی صحیح میں اس حدیث کو وارد کرتے ہیں جس کے تمام راوی مسلم، عادل، ثقہ، متصل، غیر شاذ اور غیر معلل ہوں۔ ثقہ کا معیار امام مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ وہ راوی طبقہ اولیٰ یا طبقہ ثانیہ سے ہو طبقہ اولیٰ کا مطلب یہ ہے کہ راوی کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ ہو اور طبقہ ثانیہ کا مطلب یہ ہے کہ راوی کامل الضبط والاتقان اور قلیل الملازمۃ مع الشیخ ہو۔ جو راوی طبقہ ثالثہ سے ہوں، امام مسلم ان کی روایات سے انتخاب کرتے ہیں، استیعاب نہیں کرتے۔ طبقہ ثالثہ کا مطلب یہ ہے کہ راوی ناقص الضبط اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ ہو اور اتصال کا معیار امام مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت ثابت ہو۔ (طاہر بن صلاح الجزائری۔ توجیہ النظر ص ۸۶)

خود امام مسلم نے رُواۃِ حدیث کو تین طبقات میں منقسم فرمایا:

۱۔ وہ رُواۃ جو ضبط اور اتقان میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں۔

۲۔ وہ رُواۃ جو ضبط و اتقان میں متوسط درجہ کے حامل ہوں۔

۳۔ وہ رُواۃ جو متروکین ہوں یعنی متہم بالکذب ہوں۔

صحیح مسلم میں ایراد حدیث کیلئے امام مسلم نے شرط یہ لگائی کہ اس کے راوی مذکورہ بالا طبقات میں سے پہلے دو طبقوں سے ہوں۔ طبقہ ثالثہ کے بارے میں صراحتاً یہ فرمادیا کہ وہ ان کی احادیث کی تخریج نہیں کریں گے۔ (امام مسلم بن حجاج۔ مقدمہ صحیح مسلم ص 3 تا 5)

امام مسلم سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث "فاذا قرأ فانصتوا" کو آپ نے اپنی صحیح میں مندرج کیوں نہیں فرمایا حالانکہ یہ حدیث

آپ کے معیار پر صحیح ہے۔تو آپ نے جواب دیا کہ میں ہر اس حدیث کو اپنی صحیح میں درج نہیں کرتا جو فقط میرے نزدیک صحیح ہو۔ بلکہ میں اس حدیث کو درج کرتا ہوں جس کے صحیح ہونے پر اتفاق ہو چکا ہو۔تو اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ امام مسلم کے نزدیک ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ اس حدیث کو اپنی صحیح میں وارد فرماتے ہیں جس کی صحت پر اجماع و اتفاق منعقد ہو چکا ہو۔محدثین نے امام مسلم کی اس شرط پر اعتراض کیا کہ صحیح مسلم میں متعدد ایسی احادیث مذکور ہیں جن کی صحت پر اجماع نہیں تو پھر امام مسلم یہ شرط کس بنیاد پر لگا سکتے ہیں۔

اس اعتراض کے کئی ایک جواب دیئے گئے جن میں سے ایک جواب جو شارحِ صحیح مسلم امام نووی نے دیا ہے یہ ہے کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں جن احادیث کو وارد کیا وہ ان کے خیال میں متفق علیہ ہیں خواہ وہ فی الواقع بھی متفق علیہ ہوں یا نہ ہوں۔دوسرا جواب امام سیوطی علیہ الرحمہ نے دیا کہ اس اجماع سے مراد اجماعِ اضافی ہے نہ کہ اجماعِ کلی۔کیونکہ امام مسلم اپنی اس شرط میں اجماع سے مراد صرف امام احمد بن حنبل، یحیٰی بن معین، عثمان بن ابی شیبہ اور سعید بن منصور کا اتفاق و اجماع لیتے ہیں۔(مولانا غلام رسول سعیدی۔تذکرۃ المحدثین ص ۲۳۳)

--------۞--------

تعارفِ امام ترمذی

نام ونسب اور ولادت ووفات:

امام ابوعیسیٰ محمد بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک السلمی الضریر البوغی الترمذی ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ مشہور حافظ رہے اور جامع، کتاب العلل الکبیر اور شمائل کے مصنف ہیں بے پناہ حافظہ کے مالک، یگانہ روزگار محدث اور امام بخاری کے شاگرد تھے بلکہ امام بخاری کو آپ جیسے نام ور اور عظیم شاگرد پہ بڑا ناز تھا۔ ایک موقع پر امام بخاری نے امام ترمذی کو فرمایا کہ تم نے مجھ سے اتنا استفادہ نہیں کیا جتنا استفادہ میں نے تم سے کیا ہے۔ تقریباً ستر سال کی عمر پا کر امام ترمذی نے ۱۳ رجب المرجب ۲۷۹ھ کو ترمذ کے مقام پر انتقال فرمایا اور وہیں پر مدفون ہوئے۔ (ابن حجر عسقلانی۔ تہذیب التہذیب 389/9)

تصانیف:

باوجودیکہ امام ترمذی نے طلب حدیث میں دور دراز ملکوں کا سفر کیا اور درس و تدریسِ حدیث میں آپ ہمہ وقت مشغول ومصروف رہتے اس کے باوجود آپ نے کچھ بلند پایہ کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں جن کے نام یہ ہیں:

1- جامع ترمذی
2- کتاب العلل
3- کتاب التاریخ
4- کتاب الزہد
5- کتاب الاسماء والکنی
6- کتاب الشمائل النبویہ

اساتذہ:

امام ترمذی نے علمِ حدیث حاصل کرنے کیلئے دور دراز کے ملکوں کا سفر کیا اور بے شمار مشاہیرِ حدیث سے حدیث سنی لہٰذا آپ کے اساتذہ و مشائخ خراسان، عراق، حجاز اور دیگر مراکزِ علم میں موجود ہیں جن میں سے بعض کے اسماء یہ ہیں:

1- ابومصعب
2- قتیبہ بن سعید
3- ابراہیم بن عبداللہ ہروی
4- اسماعیل بن موسیٰ اسدی
5- سوید بن نصر
6- علی بن حجر
7- محمد بن عبدالمالک بن ابی شوارب
8- عبداللہ بن معاویہ
9- محمد بن اسماعیل بخاری
10- مسلم بن حجاج
11- ابوداوٗد

(امام ذہبی- تذکرۃ الحفاظ 634/2)

تلامذہ:

جس طرح امام ترمذی کے اساتذہ و مشائخ مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اسی طرح آپ کے تلامذہ بھی دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اٹھاتے ہوئے آپ کی خدمت میں طلبِ حدیث کی خاطر آتے رہے جن کی تعداد خاصی بڑی ہے۔ان میں سے بعض کے اسماء حسبِ ذیل ہیں:

1- ابوحامد احمد بن عبداللہ بن داوٗد مروزی
2- احمد بن یوسف نسفی
3- ابوالحارث اسد بن حمدویہ
4- داوٗد بن نصر بن سہیل بزدوی
5- محمد بن محبوب ابوالعباس محبوبی مروزی
6- ہیثم بن کلیب شامی
7- عبد بن محمد بن محمود نسفی
8- محمد بن نمیر
9- محمد بن محمود
10- محمد بن مکی بن فوج

11- محمد بن منذر ابن سعید ہروی
12- ابو جعفر محمد بن سفیان بن نضر نسفی
13- محمد بن اسمٰعیل بخاری

امام ترمذی نے اپنی الجامع الصحیح میں دو روایتیں ایسی ذکر کی ہیں جن کا امام بخاری نے امام ترمذی سے سماع کیا ہے اور وہ حدیثیں جامع ترمذی کے صفحہ ۴۴۷ اور ۵۳۵ پر مذکور ہیں۔ اسی وجہ سے امام بخاری کو امام ترمذی کے تلامذہ کی فہرست میں شامل کیا جاتا ہے حالانکہ امام بخاری امام ترمذی کے اساتذہ ومشائخ میں شامل ہیں۔ (ابنِ حجر عسقلانی۔ تہذیب التہذیب 387/9)

تعارف جامع ترمذی

جامع ترمذی کے بارے میں ایک شاعر نے ان خیالات کا اظہار فرمایا:

کِتَابُ التِّرمِذِی رِیَاضُ عِلْمٍ   هَکَتْ اَزْهَارُهٗ زَهْرَ النُّجُوْمِ
بِهِ الْاٰثَارَ وَاضِحَة اُبِیْنَتْ   بِاَلْفَاظٍ اُقِیْمَتْ کَالرَّسُوْمِ
وَاَعْلَاهَا الصِّحَاحُ وَقَدْ اَنَارَتْ   نُجُوْمًا لِلْخُصُوْصِ وَلِلْعُمُوْمِ

ترجمہ: امام ترمذی کی کتاب مثل باغاتِ علم کے ہے جس کے پھول چمک دمک میں ستاروں کی مانند ہیں۔ اس میں آثارِ واضحہ کو ایسے الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو نشانات کی طرح قائم ہیں ان کی بلند ترین تصانیف میں سے یہ صحیح ہے جس نے ہر خاص وعام کیلئے علم و معرفت کے ستاروں کو روشن کر دیا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ مجموعی حدیثی فوائد کے اعتبار سے امام ترمذی کی جامع کو تمام کتب حدیث پر چار وجوہ سے فوقیت حاصل ہے:

اول: اس وجہ سے کہ اس کی ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں ہے۔

دوم: اس میں فقہا کا مذہب اور ہر ایک کا استدلال بیان کیا گیا ہے۔

سوم: اس میں حدیث کی انواع واقسام مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور معلل بہ علل کو

بیان کیا گیا ہے۔

چھارم: اس میں راویوں کے اسماء اور **کنیتوں** اور ان کے القاب کے علاوہ ایسے فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے جن کا تعلق علم الرجال سے ہے۔

خود امام ترمذی کا فرمان ہے کہ جب میں اس جامع کی تالیف سے فارغ ہوا تو میں نے پہلے یہ نسخہ علماء حجاز، علماء عراق اور علماء خراسان کو دکھایا۔ جب ان سب علماء نے اس کی توثیق وتحسین کی تو تب میں نے اس کی ترویج وتشہیر کی کوشش کی۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ بستان المحدثین ص۲۹۲)

جامع ترمذی کا مقام:

اگرچہ بعض علماء کے نزدیک جامع ترمذی کا مرتبہ صحاح ستہ میں چوتھا ہے لیکن اظہر واصح قول صاحبِ کشف الظنون کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"الجامع الصحيح للام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی وهو ثالث الكتب الستة فی الحديث".

یعنی صحیحین (بخاری ومسلم) کے بعد تیسرا درجہ کتبِ صحاح میں امام ترمذی کی جامع کا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''قوت المغتذی'' میں قاضی ابوبکر بن العربی کا ایک قول جامع ترمذی کے بارے میں نقل فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: امام ابوعیسیٰ کی کتاب کی طرح کسی کتاب میں حلاوت ونفاست نہیں پائی جاتی۔ اس کتاب میں چودہ علوم ہیں اور ہر علم اپنے باب میں اصل کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی کئی شاخیں ہیں، ان چودہ علوم کے نام یہ ہیں۔

1- اصناف فوائد پر کتاب کی تالیف وترتیب کے ساتھ بیان سند

2- تصحیحِ حدیث
3- سقمِ روایت کا بیان
4- تعددِ طرق کا ایراد
5- جرحِ رُواۃ
6- تعدیلِ رواۃ
7- راویوں کے نام
8- راویوں کی کنیت
9- بیانِ وصل
10- بیانِ قطع
11- معمول بہ کا اظہار
12- متروک کا ایضاح
13- ردوقبولِ آثار کے بارے میں اختلافِ علماء
14- تاویلِ حدیث میں اختلافِ اقوال

(علامہ احمد سعید کاظمی- مقالاتِ کاظمی 315/1)

شرائط:

رُواۃِ حدیث کے پانچ طبقے ہیں:

1- کامل الضبط والاتقان وکثیر الملازمۃ مع الشیخ
2- کامل الضبط والاتقان وقلیل الملازمۃ مع الشیخ
3- ناقص الضبط والاتقان وکثیر الملازمۃ مع الشیخ
4- ناقص الضبط والاتقان وقلیل الملازمۃ مع الشیخ
5- ناقص الضبط والاتقان وقلیل الملازمۃ مع الشیخ مع غوائل الجرح

امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اپنی الجامع الصحیح میں پہلے چار طبقوں سے استیعاب فرمایا ہے جبکہ طبقۂ خامسہ کے رُواۃ جو کہ ضعفاء کہلاتے ہیں، کی روایات سے انتخاب فرمایا ہے۔

امام ترمذی نے جامع صحیح میں جن احادیث کو وارد فرمایا ہے ان کی چار قسمیں ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- وہ احادیث جو امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہوں۔

2- وہ احادیث جو امام نسائی اور امام ابوداؤد کی شرائط کے مطابق صحیح ہوں۔

3- وہ احادیث جن کا اخراج نسائی اور ابوداؤد نے کی اور علت ظاہر کر دی۔

4- وہ احادیث جن کا اخراج خود امام ترمذی نے کیا اور ان کی علت بیان کر دی۔ (حافظ شمس الدین ذہبی۔ تذکرۃ الحفاظ 634/2)

جامع ترمذی میں ایک حدیث ثلاثی ہے یعنی اس میں امام ترمذی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔ حدیث کی سند اور متن و ترجمہ یہ ہے:

"حدثنا اسماعيل بن موسىٰ الفزارى ابن ابنة السدى الكوفى نا عمر بن شاكر عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ياتى على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر"

(امام ترمذی۔ جامع ترمذی: ابواب الفتن 52/2)

ترجمہ: ہمیں حدیث بیان کی سدی کے نواسے اسماعیل بن موسیٰ فزاری کوفی نے، انہوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی عمر بن شاکر نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، جس میں دین پر صبر کرنے والا ہاتھ میں آگ کا انگارہ پکڑنے والے کی طرح ہوگا۔

--------❁--------
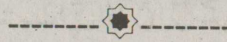
تعارفِ امام ابوداؤد

نام ونسب اور ولادت:

الامام الحافظ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو بن عامر سجستانی ۲۰۲ھ میں سجستان کے ایک معزز خاندان ازو کے میں رونق افزائے دارِ دنیا ہوئے۔

تحصیلِ علم:

ابتدائی تعلیم کے بعد حصول علم وحدیث کی طرف راغب ہوئے اور اپنے دور کے مقتدر، جید اور ماہر علماء ومحدثین سے احادیث کا سماع کیا اور طلبِ حدیث کے سلسلے میں مصر، شام، حجاز، عراق اور خراسان سمیت متعدد اسلامی شہروں اور مراکزِ علمیہ کا سفر کیا۔ کئی بار اس سلسلہ میں بغداد گئے اور بقول خطیب بغدادی بغداد ہی میں آپ نے اپنی کتاب السنن تصنیف فرمائی۔

وفات:

آپ کا وصالِ مبارک 16 شوال 275ھ بروز جمعۃ المبارک کو ہوا۔

اساتذہ وشیوخ:

آپ کے اساتذہ میں کثیر تعداد اعاظم واکابر محدثین شامل ہیں جن سے آپ نے روایتِ حدیث کی ہے۔ ان میں سے بعض کے اسماءِ گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

1- ابوسلمہ تبوذکی 2- ابوالولید طیالسی

3- محمد بن کثیر العبدی
4- مسلم بن ابراہیم
5- ابوعمر حوضی
6- ابوتوبہ حلبی
7- ابوجعفر نفیلی
8- سعید بن سلیمان واسطی
9- سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی
10- صفوان بن صالح دمشقی
11- احمد
12- علی
13- یحییٰ
14- اسحاق
15- قطن بن نصیر
16- ابوعمر وضریر
17- عبداللہ بن رجاء
18- احمد بن یونس
19- سلیمان بن حرب
20- قعنبی

(امام شمس الدین ذہبی- تذکرۃ الحفاظ 591/2)

تلامذہ:

امام ابوداؤد کے متعدد تلامذہ ہیں۔ بعض کے نام یہ ہیں:

1- ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللولوئی
2- احمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن اشنانی
3- ابوطیب
4- ابوعمر و احمد بن علی بن الحسن البصری
5- ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد اعرابی
6- ابوبکر محمد بن عبدالرزاق بن داستہ
7- ابوالحسن علی بن الحسن بن العبد الانصاری
8- ابوعیسیٰ اسحاق بن موسیٰ بن سعید رملی وراقہ
9- ابواسامہ محمد بن عبدالمالک بن یزید رواس
10- ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب البصری
11- ابوبکر احمد بن سلیمان النجار
12- حافظ ابوعبید محمد بن علی بن عثمان آجری
13- اسماعیل بن محمد صغار
14- ابوعبدالرحمٰن نسائی

15- ابو عیسیٰ ترمذی
16- حرب بن اسماعیل کرمانی
17- زکریا ساجی
18- ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال حنبلی
19- عبداللہ بن احمد بن موسیٰ عبدان الاھوزی
20- ابو بشر محمد بن احمد الدولابی
21- ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی
22- ابو بکر بن ابوداؤد
23- ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا
24- ابراہیم بن حمید بن ابراہیم بن یونس عاقولی
25- ابو حامد احمد بن جعفر اصبہانی
26- احمد بن معلیٰ بن یزید دمشقی
27- احمد بن محمد بن یاسین ھروی
28- حسن بن صاحب الشاشی
29- حسین بن ادریس انصاری
30- عبداللہ بن محمد بن عبدالکریم رازی
31- علی بن عبدالصمد
32- محمد بن مخلد دوری
33- ابو بکر محمد بن یحییٰ صولی

(حافظ ابن حجر عسقلانی- تہذیب التہذیب 171/4)

تصانیف:

1- کتاب السنن
2- کتاب المراسیل
3- کتاب المسائل
4- کتاب الرد علی القدریہ
5- کتاب الناسخ والمنسوخ
6- کتاب التفرد
7- کتاب فضائل الانصار
8- مسند مالک بن انس
9- کتاب الزہد
10- دلائل النبوۃ
11- کتاب الدعاء
12- کتاب بدء الوحی
13- اخبار الخوارج
14- کتاب شریعۃ التفسیر

15- فضائل الاعمال
16- کتاب التفسیر
17- کتاب نظم القرآن
18- کتاب فضائل القرآن
19- کتاب البعث والنشور
20- کتاب شریعۃ المقارئی

(ابن حجر عسقلانی- تہذیب التہذیب 173/4)

تعارفِ سنن ابوداوٗد

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''ابوداوٗد در وقت تصنیف ایں سنن پنج لکھ حدیث حاضر داشت از جملہ آنہمہ انتخاب نمودہ است کہ این سنن دامرتب ساختہ کہ چہار ہزار وہشت صد احادیث مستند''۔ (شیخ عبدالحق دہلوی- بستان المحدثین)

''اس کتاب کو تصنیف فرماتے وقت امام ابوداوٗد کو پانچ لاکھ حدیثیں مستحضر تھیں جن سے انتخاب کر کے اس کتاب کو مرتب فرمایا۔ اب یہ کتاب چار ہزار آٹھ سو (4800) احادیث پر مشتمل ہے''۔

جب یہ کتاب مکمل ہوگئی تو امام ابوداوٗد اس کو امام احمد بن حنبل کے پاس لے گئے، آپ نے اس کو بہت پسند فرمایا۔

شرائط:

امام ابوداوٗد نے اپنی سنن میں حدیث کو درج کرنے کی یہ شرط مقرر فرمائی کہ وہ احادیث متصل السند اور صحیح ہوں اور وہ ایسے راویوں سے مروی ہوں جن کو ترک کرنے پر اجماع نہ ہوا ہو۔ خطابی نے فرمایا کہ امام ابوداوٗد نے اپنی کتاب میں صحیح اور حسن دونوں قسم کی حدیثوں کو جمع فرمایا ہے اور اس کتاب میں احادیث سقیمہ میں سے مقلوب و مجہول روایات

بالکل نہیں ہیں۔

شیخ ابوبکر حازمی نے فرمایا کہ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں راویوں کے پہلے تین طبقوں یعنی کامل الضبط والاتقانِ وکثیر الملازمہ مع الشیخ، کامل الضبط والاتقان وقلیل الملازمہ مع الشیخ اور ناقص الضبط ولاتقان وکثیر الملازمہ مع الشیخ سے استیعاب فرمایا ہے۔ جبکہ چوتھے طبقہ کے رُواۃ یعنی ناقص الضبط والاتقان وقلیل الملازمہ مع الشیخ سے انتخاب کیا ہے۔

(مولانا غلام رسول سعیدی۔ تذکرۃ المحدثین ص ۲۸۳)
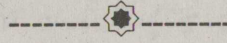
تعارف امام نسائی

نام ونسب اور ولادت:

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ۲۱۵ھ میں خراسان کے شہر نسا میں پیدا ہوئے اور اسی شہر کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو نسائی کہا جاتا ہے۔

تحصیلِ علم حدیث:

پندرہ سال کی عمر میں علم حدیث کی تحصیل شروع فرمائی اور اس مقصدِ عظیم کی خاطر آپ نے حجاز، عراق، خراسان اور شام وغیرہ دور دراز مراکزِ علمیہ کا سفر اختیار فرمایا بعد میں آپ خراسان سے مصر کی طرف نقل مکانی کر گئے اور وہیں پر مستقل سکونت اختیار کر لی۔

قابلیت:

امام نسائی بقول ابن حجر عسقلانی کے نقد رجال میں انتہائی محتاط ومعتمد اور اپنے تمام معاصرین میں تقدم وفضیلت کے حامل تھے۔ آپ ماہرینِ علومِ حدیث کی نظر میں ہمیشہ محترم رہے۔

عبادت وریاضت:

امام نسائی کثیر الصلوٰۃ اور کثیر الصوم تھے، رات بھر عبادت میں گزارتے اور صوم داؤدی کے طریقہ پر ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ طبعی وفطری طور پر فیاض واقع ہوئے ہیں۔ مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرادیا کرتے تھے۔

وفات:

ساری زندگی زہد وورع، تقویٰ وطہارت اور اتباع اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گزاری اور بالآخر دمشق میں خارجیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپ کے وصال کی تاریخ 13 صفر 203ھ ہے مکہ مکرمہ میں اپنی وصیت کے مطابق صفا ومروہ کے درمیان مدفون ہوئے آپ ائمہ صحاح ستہ میں انتہائی اہمیت وفضیلت کے حامل تھے۔

شخصیت:

حافظ ابو علی نیشاپوری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے وطن میں اور بیرونِ وطن صرف چار ائمہ حدیث دیکھے ہیں۔ نیشاپور میں محمد بن اسحاق اور ابراہیم بن ابی طالب، مصر میں نسائی اور اھواز میں عبدان۔

اساتذہ ومشائخ:

امام نسائی نے اپنے وقت کے جن ماہرینِ علم حدیث سے استفادہ کیا ان میں سے بعض متبحرین کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1- قتیبہ بن سعید
2- اسحاق بن راہویہ
3- ہشام بن عمار
4- عیسیٰ بن زغبہ
5- محمد بن نصر مروزی
6- ابو کریب
7- سوید بن نصر
8- محمود بن غیلان
9- محمد بن بشار
10- علی بن حجر
11- ابوداؤد سلیمان بن اشعث
12- محمد بن اسمٰعیل بخاری

(امام ذہبی۔ تذکرۃ الحفاظ 298/2)

تلامذہ:

امام نسائی کے کثیر التعداد تلامذہ ہیں۔ چند کے نام یہ ہیں:

1- عبدالکریم بن احمد نسائی
2- ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق بن انس
3- ابوعلی الحسن بن الخضر الاسیوطی
4- الحسن بن رشیق العسکری
5- حافظ ابوالقاسم اندلسی
6- علی بن ابوجعفر طحاوی
7- ابوبکر بن حداد فقیہ
8- ابوجعفر عقیلی
9- ابوعلی بن ہارون
10- حافظ ابوعلی نیشاپوری
11- ابوالقاسم طبرانی

(ابن حجر عسقلانی- تہذیب التہذیب 37/1)

تصانیف:

امام نسائی متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ چند کے نام یہ ہیں:

1- السنن الکبریٰ
2- المجتبیٰ
3- خصائص علی
4- مسند علی
5- مسند مالک
6- مسند منصور
7- فضائل الصحابہ
8- کتاب التمییز
9- کتاب المدلسین
10- کتاب الضعفاء
11- کتاب الاخوۃ
12- مناسک حج
13- اسماء الرواۃ
14- کتاب الجرح والتعدیل
15- مشیختہ النسائی

(مولانا غلام رسول سعیدی- تذکرۃ المحدثین ص ۲۹۷)

تعارف سنن نسائی:

ابتداء میں امام نسائی نے ایک مبسوط کتاب علم حدیث میں تصنیف فرمائی جس میں

صحیح اور حسن روایات کو جمع فرمایا پھر امیر رملہ کی فرمائش پر اس میں سے صحیح احادیث کو منتخب کر کے ایک الگ مجموعہ حدیث تیار فرمایا۔ آپ کی پہلی کتاب کا نام السنن الکبریٰ اور بعد والے صحیح احادیث پر مشتمل مجموعے کا نام المجتبیٰ یا المجتنیٰ ہے۔ اسی کتاب کو سننِ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے اور عرفِ عام میں یہ سننِ نسائی کے نام سے مشہور ہے۔ محدثین جب مطلقاً رواہ النسائی کہتے ہیں تو اس سے یہی کتاب مراد لیتے ہیں حدیث کی کتب صحاح ستہ میں یہی کتاب (سنن الصغریٰ) معتبر ہے نہ کہ سنن الکبریٰ۔

شرائط:

اگرچہ امام نسائی کی شرائط کو حافظ ابو علی نیشاپوری، خطیب بغدادی اور امام ابو القاسم سعد بن علی زنجانی وغیرہ ائمہ نے امام بخاری و امام مسلم کی شرائط پر ترجیح دی ہے لیکن خود امام نسائی کا ایک قول جس کو امام سیوطی نے زہر الربیٰ کے مقدمہ میں نقل فرمایا ہے جو مذکورہ بالا ائمہ کے موقف کو رد کرتا ہے۔ وہ قول یہ ہے:

لَا یُتْرَکُ عِنْدِی حَتّٰی یَجْتَمِعَ الجَمِیْعُ عَلٰی تَرْکِهٖ.

یعنی مَیں ہر اس راوی کی حدیث کو قبول کر لیتا ہوں جس کے ترک پر سب کا اجماع نہ ہوا ہو۔

اس بنیاد پر امام ابو بکر حازمی نے فرمایا کہ امام نسائی بھی امام ابوداؤد کی طرح پہلے تینوں طبقوں یعنی کامل الضبط وکثیر الملازمہ، کامل الضبط وقلیل الملازمہ اور ناقص الضبط وکثیر الملازمہ سے استیعاب فرماتے ہیں اور چوتھے طبقہ کے راویوں یعنی ناقص الضبط وقلیل الملازمہ مع الشیخ سے انتخاب فرماتے ہیں جبکہ طبقہ خامسہ کے راویوں سے بالکل روایت نہیں کرتے۔

تعارف امام ابن ماجہ

نام ونسب، ولادت اور تحصیلِ علم:

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابنِ ماجہ قزوینی ربعی ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے علم حدیث کو حاصل کرنے کی خاطر عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، ہرات، مصر، واسط، رے اور دیگر اسلامی شہروں کا سفر کیا۔ متعدد نافع ومفید کتب تحریر فرمائیں جن میں سے ایک سنن بھی ہے جو حدیث کی کتب صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے۔ (شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ بستان المحدثین ص ۲۹۸)

وصال:

امام ابوالقاسم رافعی تاریخ قزوین میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ ائمہ مسلمین کے ایک عظیم امام، ثقہ شخصیت کے مالک اور اہلِ علم میں بے حد مقبول تھے۔ چونسٹھ برس کی عمر پانے کے بعد ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ میں پیر کے دن آپ کا انتقال ہوا اور منگل کے دن دفن ہوئے۔ آپ کے بھائی ابوبکر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے صاحبزادے عبداللہ اور دو بھائیوں نے مل کر قبر میں اتارا۔ آپ کے وصال پر محمد بن الاسود قزوینی نے ایک مرثیہ لکھا جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

لقد اوهى دعائم علم وضعضع ركنه فضوا ابن ماجه

الا لله ما جنت المنايا علينا من تخطفها ابن ماجه

فمن يرجى لعلم او لحفظ بشرح بين مثل ابن ماجه

ابا عبدالله مضيت فرداً وما خلقت مثلك يا ابن ماجه

ترجمہ: ابن ماجہ کے وصال نے سریرِ علم کے ارکان وستون توڑ ڈالے ہیں۔ موت نے ابن ماجہ کو ہم سے چھین کر جو زیادتی کی ہے اس کی فریاد بس اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔ اب علم اور حفظ کے باب میں کس سے توقع کی جائے کہ ابن ماجہ کی سی شرح کر سکے۔ اے ابو عبداللہ! تم اپنے دور میں یگانہ اور منفرد تھے اور تم نے اپنے بعد اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔

(شیخ علی بن سلیمان۔ نور مصباح الزجاجہ علیٰ سنن ابن ماجہ ص ۳)

اساتذہ ومشائخ:

آپ کے اساتذہ ومشائخ کے نام یہ ہیں:

1- محمد بن عبداللہ بن نمیر
2- جبارہ بن المغلس
3- ابراہیم بن المنذر الخرامی
4- عبداللہ بن معاویہ
5- ہشام بن عمار
6- محمد بن رمح
7- داؤد بن رشید
8- ابوبکر بن ابی شیبہ
9- نسر بن علی الجھضمی
10- ابو مروان محمد بن عثمان
11- محمد بن یحییٰ نیشاپوری
12- احمد بن ثابت الجحدری
13- ابوبکر بن خلاد باہلی
14- محمد بن بشار
15- علی بن منذر
16- محمد بن عباد بن آدم
17- عباس بن عبدالعظیم
18- احمد بن عبدہ
19- یحییٰ بن حکیم
20- عبداللہ بن عامر بن زراہ
21- ابوخثیمہ زہیر بن حرب
22- عثمان بن ابی شیبہ

23- عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان دمشقی 24- اسماعیل بن بشر بن منصور

تلامذہ:

آپ کے چند تلامذہ کے نام یہ ہیں:

1- علی بن سعید بن عبداللہ الفلانی
2- ابراہیم بن دینار الجرشی
3- احمد بن ابراہیم القزوینی
4- ابوالطیب احمد بن روح شعرانی
5- اسحاق بن محمد القزوینی
6- جعفر بن ادریس
7- سلیمان بن یزید القزوینی
8- حسین بن علی بن برایناد
9- محمد بن عیسیٰ الصغار
10- ابوعمرو احمد بن محمد
11- حافظ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ القزوینی

تصانیف:

آپ کی تین یادگار کتابیں درج ذیل ہیں:

1- سنن ابن ماجہ
2- تفسیر ابن ماجہ
3- التاریخ

تعارف سننِ ابنِ ماجہ

سنن ابنِ ماجہ کو پانچویں صدی ہجری کے آخر میں صحاح ستہ میں شمار کیا گیا اور اس کے بعد آنے والے ہر دور میں اس کتاب کی اہمیت وافادیت محدثین میں مسلّم رہی۔ اس کتاب کی قوت وجامعیت اور افادیت واہمیت کا اندازہ امام ابوزرعہ کے ایک قول سے لگایا جاسکتا ہے جب امام ابنِ ماجہ نے یہ کتاب مکمل فرمالی تو اس کو امام موصوف کی خدمت میں پیش کیا۔ امام ابوزرعہ نے جوں ہی اس کتاب مفید کا مطالعہ فرمایا تو پکار اٹھے کہ اگر یہ کتاب

لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تو اس دور کے اکثر جوامع اور مصنفات معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ امام ابن ماجہ کو امام بخاری، امام ترمذی اور امام ابوداؤد کی طرح ثلاثیات کو روایت کرنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ چنانچہ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں پانچ ثلاثیات کو روایت فرمایا بقول امام شمس الدین ذہبی کے سنن ابنِ ماجہ میں بتیس کتب، ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) ابواب اور کل چار ہزار (۴۰۰۰) احادیث ہیں۔

شرائط:

امام ابن ماجہ رواۃ کے انتخاب میں کافی وسعت ظرفی سے کام لیتے ہیں اور ہر قسم کے راویوں کی روایت کو قبول فرما لیتے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنی سنن میں ایسی مرویات کو ذکر کرنا چاہتے ہیں جن کا ذکر باقی اصول میں نہ ہوا ہو چنانچہ اسی بناء پر آپ نے شدید ضعف والے راویوں کو بھی برداشت کیا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینْ.

حافظ محمد عبدالستار قادری سعیدی

خطیب جامع مسلم مسجد بیرون لوہاری گیٹ، لاہور

۱۸ اپریل ۱۹۸۷ء / ۱۹ شعبان ۱۴۰۷ھ

ماخذ ومراجع

	مصنف	نامِ کتاب
-1	----- -----	القرآن الحکیم
-2	امام مسلم بن حجاج قشیری المتوفی ۲۶۱ھ	صحیح مسلم
-3	امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث المتوفی ۲۷۷ھ	سنن ابوداوٗد
-4	امام ابوعیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ	جامع ترمذی
-5	حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ	تہذیب التہذیب
-6	حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ	ھدی الساری
-7	امام تاج الدین سبکی المتوفی ۷۷۱ھ	طبقات الشافعیہ الکبریٰ
-8	امام احمد بن محمد القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ	ارشاد الساری
-9	امام جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	قوت المغتذی
-10	امام جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	زہر الربیٰ علی المجتبیٰ
-11	امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ	تذکرۃ الحفاظ
-12	ملا علی قاری الھروی المتوفی ۱۰۱۴ھ	مرقاۃ المفاتیح
-13	ملا کاتب چلپی الشہیر بہ حاجی خلیفہ ۱۰۶۷ھ	کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون
-14	شیخ عبدالحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ	اشعۃ اللمعات
-15	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۲۹ھ	بستان المحدثین
-16	طاہر بن صلاح الجزائری	توجیہ النظر
-17	شیخ علی بن سلیمان	نور مصباح الزجاجہ
-18	علامہ احمد سعید کاظمی المتوفی ۱۴۰۶ھ	مقالاتِ کاظمی
-19	مولانا غلام رسول سعیدی	تذکرۃ المحدثین